باقیات اقبالؒ

محمد حنیف شاہد

''کچکول''

شیخ عبدالقادر نے اس ''ایجاد'' کے ذریعے شعرائے قدیم وجدید کے کلام کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا انہوں نے ہر باذوق انسان کو دعوت عام دی کہ وہ پسندیدہ اشعار ارسال کریں تاکہ انہیں ''مخزن'' کی زینت بنایا جائے شعر یا اشعار کے دائیں جانب بھیجنے والے اور بائیں جانب شاعر کا نام درج کیا جاتا تھا شیخ عبدالقادر اس ''ایجاد'' کے بارے میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں

''اس حصہ میں مختلف استادوں کے مختلف قسم کے کلام کے ایسے ٹکڑے لیے جائیں گے جو بلحاظ مطالب و بلند خیالی یاد رکھنے کے قابل ہوں یا بلحاظ ترکیب و بندش الفاظ کچھ خصوصیت رکھتے ہوں ہر صنف سخن کے استاد سے اس ''کچکول'' گدائی کے لیے کچھ مانگ کر اس کو بعینم کچکول بنایا جائے گا کہتے ہیں گداگری میں ایک قسم کی چاشنی ہے کہ جب گداگر کی زبان رنگارنگ کے لقموں کے مزے چکھ لیتی ہے تو اسے ایک طشت خواہ کیسے ہی مکلّف کھانوں کا دے وہ مزا نہیں دیتا اسی طرح ہم ادب کی دلچسپیوں کے متلاشی نہ ایک صنف، سخن، پر قانع رہتے ہیں اور نہ ایک دروازہ کو کھٹکھٹا کر صبر کرتے ہیں حالی نے کیا خوب کہا ہے:''

لیجئے بھیک دوڑ کر گر ہے گدا گری کا یہ
جس سے ملے، جہاں سے ملے، جو ملے اور جب ملے

ماہنامہ ''مخزن''، اپریل 1901 (جلد 1، نمبر 1) ص 45

دوسرے شعرا اور اہل ذوق لوگوں کی طرح علامہ اقبال بھی نہ صرف اپنا کلام اشاعت کے لئے بھیجتے تھے بلکہ اساتذہ کا چیدہ چیدہ کلام شائع ہوتا رہا۔ ان میں نواب مرزا داغ، نواب مرزا اسد اللہ غالب، میر ناظر حسین ناظم، نواب مرزا ارشد گورگانی، شیخ محمد ابراہیم ذوق، مرزا قربان علی بیگ سالک، تسلیم دہلوی، نسیم دہلوی، آغا شاعر، حالی، مرزا انور دہلوی، میر انیس، امیر مینائی، حکیم مومن خاں مومن وغیرہ قابل ذکر ہیں اقبال کی مندرجہ ذیل مختصر سی غزل ''مخزن'' بابت جولائی 1901ء میں شائع ہوئی دیگر شعرا میں میر مونس، مرزا داغ اور مرزا غالب قابل ذکر ہیں

محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں
اسے سایہ زندگی جانتے ہیں
نرالے ہیں انداز دنیا سے اپنے
کہ تقلید کو خود کشی جانتے ہیں
کوئی قید سمجھے مگر ہم تو اے دل!
محبت کو آزادگی جانتے ہیں
حسینوں میں ہیں کچھ وہی ہوش والے
کہ جو حسن کو عارضی جانتے ہیں
جو ہے گلشن طور اے دل تجھے ہم

اسی باغ کی اک کلی جانتے ہیں

بتاؤں کیا شرر کی طرح گر پوچھے کوئی مجھ سے

عرض کیا ہے، کدھر جاتا ہوں، کیوں آیا، کہاں آیا

(نسیم) (اقبال)

2ایضاً، جولائی 1901 (جلد 1، نمبر 4) ص 47

3ایضاً، نومبر 1901 (جلد 2، نمبر 2) ص 47

کیا نہ کہتی دل صد چاک کی حسرت بلبل

گوش گل کو جو میسر شنوائی ہوتی

(تسلیم) (اقبال)

طواف نخل پہ کریں گے صفت گرد نسیم

ہم پس مرگ بھی قربان گلستاں ہوں گے

خار حسرت بیان سے نکلا

دل کا کانٹا زبان سے نکلا

(داغ) (اقبال)

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا

جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

(مومن) (اقبال)

حشر کو مانتا ہوں بے دیکھے

ہائے ہنگامہ اس کی محفل کا

سد راہ گرچہ تھی صعوبت راہ
لے اڑا اشتیاق منزل کا
تھی غضب طرز پرسش ہم درد
لب پہ آیا ہے مدعا دل کا

(اقبال) (امراؤمرزاانوردہلوی)

نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے
منہ بند کیا ہوا، میں سراپا دہن ہوا

(اقبال) (امیر مینائی)

اور ہی کچھ بن گئی تو خانہ صیاد میں
یہ اثر آگے نہ تھا بلبل تری فریاد میں

4ایضاً، ص 48

5ایضاً

6ایضاً، دسمبر 1901 (جلد 2 نمبر 3) ص 45

پر مرے ٹوٹے ہوئے اڑ جائیں سب سوئے چمن
ایسی آندھی آئے یا رب خالہ صیاد میں

(اقبال) (داغ)

ہے یہی ذوق اسیری تو اسیری ہو چکی
میں نہیں پھولا سمانے کا کف صیاد میں
میرے دل سے کوئی پوچھے داغ دلی کے مزے

لطف تھا دونوں جہاں کا اک جہاں آباد میں

(داغ)　　　　　(اقبال)

مندرجہ ذیل نظمیں ابتدائی زمانے کی ہیں اور اقبال کی شاعری کے پہلے دور سے تعلق رکھتی ہیں یہ نظمیں ''مخزن'' میں چھپ گئیں اور یوں محققین کی دسترس سے محفوظ رہیں وہ اس طرح کہ فہرست مضامین میں ان کا اندراج نہ تھا دیرنے پرچے کی ترتیب کے وقت جہاں خالی جگہ دیکھی جگہ کی مناسب سے نظم کو وہیں لگا دیا راقم الحروف نے جب ''مخزن'' کی فائلوں کی ورق گردانی کی تو یہ نظمیں دستیاب ہوئیں جنہیں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے کیونکہ بقول پروفیسر آل احمد سرور ''اقبال کی ایک ایک سطر کو شائع کرنا چاہیے یہ قوم کی میراث ہے، کسی کا مال تجارت نہیں''

دنیا

چمن خار خار ہے دنیا
خون صد نو بہار ہے دنیا

زندگی نام رکھ دیا کس نے
موت کا انتظار ہے دنیا

ہے نسیم جہاں خزاں پرور
دیکھنے کو بہار ہے دنیا

ہے تمنا فزا ہوائے جہاں
کیا شکست خمار ہے دنیا

خوں روتا ہے شوق منزل کا
رہزن و رہ گزار ہے دنیا

جان لیتی ہے جستجو اس کی
دولت زہر مار ہے دنیا

7ایضاً فروری 1902(جلد 2،نمبر 5)ص 48

8ایضاً جنوری 1905(جلد 8،نمبر 4)ص 30

یاس و امید کا ملاوا ہے
کوئی جاتی بہار ہے دنیا

خندہ زن ہے فلک زدوں پہ جہاں
چرخ کی راز دار ہے دنیا

ہیں جہاں کو غموں کے خار پسند
اس چمن کو نہیں بہار پسند

(سید نذیر حسین، بی اے)　　　　　(اقبال)

مفلسی

ہاتھ اے مفلسی صفا ہے ترا
ہائے کیسا تیر بے خطا ہے ترا

تیرہ روزی کا ہے تجھی پہ مدار
بد نصیبی کو آسرا ہے ترا

مایہ صد شکست قیمت دل
دہر میں ایک سامنا ہے ترا

مسکراتا ہے تجھ کو دیکھ کے زخم
یہ کوئی صورت آشنا ہے ترا

التجا پر خاموشی، منعم
ایک فقرہ جلا بھنا ہے ترا

موت مانگے سے بھی نہیں آتی

درد کیا زندگی فزا ہے ترا

شور آواز چاک پیراہن
لب اظہار مدعا ہے ترا

ہے جو دل میں نہاں کہیں کیونکر
ہائے تیرے ستم سہیں کیونکر

(اقبال)

شام

مصر ہستی میں شام آتی ہے
رنگ اپنا جمائے جاتی ہے

اے سبوئے مے شفق اے شام
تو مے بے خودی پلاتی ہے

سرمہ دیدہ افق بن کر
چشم ہستی میں تو سماتی ہے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

کس خموشی سے اڑ رہے ہیں طیور
تو رہ آشیاں دکھاتی ہے

ریزش دانہ ہائے اختر کو
مزرع آسماں میں آتی ہے

تو پہ طیر آشیاں روکو
چشم صیاد سے چھپاتی ہے

9 ایضاً، فروری 1904 (جلد 8، دسمبر 5) ص 8

10 ایضاً، مئی 1905 (جلد 9، نمبر 2) ص 30

صبح در آستیں ہے تو شاید
آنکھ اختر کی کھلتی جاتی ہے

تو پیام وفات بیداری
محفل زندگی میں لاتی ہے

اپنے دامن میں بھر غنچہ گل
خواب لے کر چمن میں آتی ہے

''خامشی زا ہے تیرا نظارا
آہ! یہ حسن انجمن آرا!''

(اقبال) (سیدنذیرحسین،بی اے)

تبصرہ ''فلسفہ تعلیم''

مشہورومعروف فلسفی ہربرٹ سپنسر کی تصنیف ''فلسفہ تعلیم'' کے ترجمے کے لیے انجمن ترقی اردو ہند نے جون 1904 میں ایک عام اشتہار دیا ہندوستان کے مختلف حصوں سے پانچ ترجمے آئے یہ تمام ترجمے شمس العلما ڈاکٹر مولوی نذیر احمد دہلوی، شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی، شیخ محمد اقبال، ایم اے، پروفیسر آرنلڈ، گورنمنٹ کالج، لاہور، اور دیگر ممبروں کے پاس اظہار رائے کے لیے بھیجے گئے۔ با تفاق آرا مولودی غلام الحسنین پانی پتی کا ترجمہ پسند کیا گیا۔

اقبال نے اس ترجمے کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار فرمایا:

"I have looked through a part of your Urdu translation of Spencer,s Education. When Maulana Shibli asked me, last year, whether some part of Spencer,s Synthetic philosophy could be translated in to urdu. i wrote to him that such an attempt would fail, largely on the the ground that the vessel was too

narrow for the contests, but your translation has brought home to me that my judgment was due to my own ignorance of the Possiblities of thismost beautifol and progressive language. with all the

11 ''فلسفہ تعلیم'' از ہربٹ سپنسر، مترجمہ مولوی خواجہ غلام الحسنین پانی پتی، شائع کردہ ڈپوٹی بکڈپو، مدرسۃ العلوم، علی گڑھ، مطبوعہ مفید عام پریس، آگرہ، 1906ص ک ط 29

Flexibility of arabic and its wonderfil power of making compounds which it shares with other synthetic languages, recent translations of western scientific ideas in to that language some times, show signs of affedtation and affort. while the easy flow of your sentences, considering the preliminary stage of the development of our language, is simply surprising. had herbert spencer been a hindustani, he could not have adoped a better style. that such a translation is possible in urdu. shows not only your power and ability. but also reflects on the genius of 'the young and promissing Urdu.

I may notice here another feature of your" valuable translation you have added to your work a running analysis of the whole book which shows how keen is your faculty of seizing the salient points of a problem. i hope your book would be widely read and the analysis would greatily facilitate the 'understanding and appreciation of spencers views

رائے

منشی غلام قادر فرخ امرتسری نے ''خنجر ہلال'' کے نام سے ایک دلچسپ معرکۃ الآرا تاریخی ڈرامہ لکھا جس میں جنگ عظیم یورپ کے عبرت ناک انجام، اتحادیوں کے عالم گیر اقتدار، سلطنت عثمانیہ کی حالت نزع، حکومت قسطنطنیہ کی بے بسی، یونان کی سفاکانہ دستبرد، غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی اعجاز نما خداداد شجاعت و سیاست، ترکان احرار کے عدیم المثال جوش ملی، لشکر اسلام کی بے نظیر فتوحات، ولایت سمرنا پر شجاعانہ قبضہ، درہ دانیال کی طرف فاتحانہ پیش قدمی، تھریس، ادرنہ اور قسطنطنیہ کی واپسی، سلطنت ترکیہ کے سابق اقتدار کی بحالی کے سبق آموز اور درد انگیز واقعات نہایت موثر اور دل آویز پیرایہ میں قلم بند کیے یہ کتاب دار الاشاعت امرتسر کی طرف سے 1922 میں شائع ہوئی جو چھوٹے (12/30x20) کے ایک سو تیس صفحات پر مشتمل ہے علامہ اقبال نے کتاب کے بارے میں اظہار خیال فرماتے

ہوئے تحریر کیا:

''ڈراما بہت دلچسپ ہے مجھے یقین ہے کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے۔ ڈرامے کا نام نہایت موزوں ہے جس کے لیے فرخ صاحب کو خصوصیت سے داد دیتا ہوں''

انجمن حمایت اسلام لاہور کے بیالیسویں سالانہ جلسے منعقدہ اپریل 1928ء کے لیے علامہ اقبال نے انگریزی زبان میں ایک لیکچر دینے کا وعدہ فرمایا اور اس امر کی اطلاع سیکرٹری انجمن مولوی غلام محی الدین قصوری کو دے دی لیکن جب جلسے کا پروگرام چھپا تو اس میں ایک کے بجائے دو جگہ آپ (علامہ اقبال) کا نام درج تھا اس پر آپ کو بہت افسوس ہوا آپ نے مدیر ''انقلاب'' کے نام مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا تا کہ عوام الناس غلط فہمی میں نہ رہیں آپ نے لکھا:

''انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے کے پروگرام میں میرا نام خلاف قرارداد دو جگہ درج ہے، حالانکہ میں نے صرف ایک انگریزی میں تقریر کرنے کا وعدہ کیا تھا میں نے اس امر کی اطلاع مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل، سیکرٹری انجمن، کو کر دی تھی اور ان سے تصحیح کی درخواست بھی کی تھی مگر ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا لہذا مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اندریں حالت میں کسی وعدہ کا پابند نہیں عام مسلمانوں کو غلط فہمی سے بچانے کے لیے ازراہ عنایت اس عریضے کو اپنے اخبار میں شائع فرما دیجیے گا فقط''

مخلص

محمد اقبال

نغمہ مسرت

علامہ اقبالؒ کا کلام باقاعدہ نظام اسلامیہ کالج کے مجلّہ ''کریسنٹ'' میں بھی چھپتا رہا اس زمانے میں حصہ انگریزی کے مدیر پروفیسر عبدالعزیز اور پروفیسر عبدالحمید تھے جبکہ حصہ اردو کی ادارت پروفیسر غلام عباس اور پروفیسر محمود خاں شیرانی کے سپرد تھی ''کریسنٹ'' میں شائع ہونے والا جو کلام میسر ہوا ہے، اس کی تفصیل یوں ہے: ''حقیقت حسن'' (''کریسنٹ'' اپریل 1923 ص 16) ''غزل'' (''کریسنٹ'' مئی 1923 ص 16) ''میلاد آدم'' (''کریسنٹ'' نومبر دسمبر

روزنامہ انقلاب 4 اپریل 1928، ص 4

1923، ص 24) ''کشمیر'' (''کریسنٹ'' اکتوبر 1923، ص 24) یہ تمام کلام ''کلیات اقبال اردو'' (ص 128/ 1 2 8) اور ''کلیات اقبال فارسی'' (ص 306/255) میں درج ہے ذیل میں جو چیز ہم پیش کر رہے ہیں، اور نہایت فخر سے پیش کر رہے ہیں، وہ ایک ترجمہ ہے جسے علامہ اقبالؒ نے اردو کا لباس پہنایا یہ ترجمہ ہنری ڈیوی سے کیا گیا ہے اور ''کریسنٹ'' بابت نومبر دسمبر 1923، (ص 9/10) میں شائع ہوا۔

''اے میرے مسرور دل! ساز انبساط کو چھیڑ اور خوشی و راحت کے راگ الاپ تیرا نغمہ مرغ بہار کا نغمہ ہے جو فصل بہار میں جبکہ قوس قزح زینت افلاک ہوتی ہے فضا ظاہری سے مسحور ہو کر سرو روجدانی میں زمزمہ سرا ہوتا ہے۔''

''اے دل! اے میرے شادماں دل! اپنی ولولہ انگیز جوانی کے دلوں میں موت کے خیال کو سپردنسیاں کرتا کہ اس کا بھیانک تصور تجھے خوفزدہ نہ بنائے اور جب سفینہ عمر رودبار جوانی سے گزر کر بحر انحطاط میں ڈگمگانے اور ہر طمانچہ موج فنا کا پیغام دے تو وہ خوف وہراس سے ہرگز ہرگز لرزاں نہ ہو۔''

''اے معموم دل! تجھے حرص کی طلائی زنجیریں مقناطیسی نظروں سے دیکھ رہی ہیں لیکن ان کو اپنی بے پرواہی کے پاؤں سے ٹھکرا دے کیونکہ حریص کا پیانہ، آز باوجود لبریز ہونے کے اس کی نظروں میں خالی ہے۔''

''اے دل! مرحلہ صبر وقناعت میں خیمہ زن ہو جا اور اپنی کم مائیگی کا خیال نہ کر کیونکہ حقیقی خوشی فائز المرامی سے عیاں ہے اور بدبختی وعسرت ناکامی میں نہاں ہے۔''

''میں ان راحت افزا اور انبساط انگیز خیالات میں محو ہو جاتا ہوں اور اس فرصت سے جو مجھے دوسروں کی نظروں سے حاصل ہوتی ہے، اپنی قدر پہچانتا ہے''

''لیکن اے میرے مسرور دل! ساز محبت کو چھیڑ اور خوشی وراحت کے راگ الاپ جیسے کہساروں سے گزرنے والا نالہ آزادی کے ولولوں میں خوشی کے راگ الاپتا ہے۔''

اعلان جلسہ

آل پارٹیز کانفرنس منعقدہ لکھنؤ میں کانگرس اور ہندو سبھا کے ہندو رہنماؤں اور بعض بداندیش مسلم نمائندوں نے مل کر مسلمانان پنجاب کے حقوق کو پامال کیا اور

مسلم کش فیصلہ کیا اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لیے 9 ستمبر 1928ء کو مسلمانان لاہور نے ایک عظیم الشان جلسے کے انعقاد کا اعلان کے علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل مسلم زعما کے ہمراہ حسب ذیل اعلان فرمایا (1) شیخ محمد شریف پراچہ، مالک سول پرنٹنگ پریس لاہور (2) ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ایم اے ایل ایل ڈی بیرسٹرایٹ لاء (3) شیخ رحیم بخش، مالک فرم سیٹھ خدا بخش اینڈ سنز (4) حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر، رئیس لاہور (5) حاجی محبوب عالم، ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' لاہور (6) خواجہ فیروز الدین، بیرسٹر ایٹ لاء (7) ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ، ایم بی بی ایس (8) میر عزیز الدین پنشنر ای اے سی (9) مولوی غلام محی الدین خاں ایڈووکیٹ (10) سید محسن شاہ بی اے، ایل ایل بی ایڈووکیٹ (11) غلام مرتضیٰ مینجر سیاست (12) سید عنایت شاہ مالک اخبار ''سیاست'' (13) مولانا سید حبیب شاہ، مدیر ''سیاست'' (14) ڈاکٹر سید ایم ایف شاہ، لنڈا بازار (15) چودھری فتح محمد، موچی دروازہ (16) خاں صاحب شیخ محمد دین، ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ (17) مولانا غلام رسول مہر ایڈیٹر ''انقلاب'' (18) مولانا عبدالمجید سالک، ایڈیٹر ''انقلاب'' (19) میاں عبدالعزیز اندرون دہلی گیت (20) حکیم جلال الدین (21) مولوی دین محمد، بانی ''حزب الاحناف'' (22) میاں عبدالمجید اندرون دہلی گیٹ (23) شیخ حسن الدین (24) میاں نصیر الدین (25) استاد گام (26) شیخ عنایت حسین (27) خان سعادت علی خاں (28) حکیم محمد شریف، ایڈیٹر ''الحکیم'' (29) ملک فیروز الدین (30) ملک فتح شیر خاں (31) شیخ عبدالعزیز، بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ (32) شیخ امیر علی شاہ

رئیس چوک جھنڈا (33) مولوی یعقوب خاں ایڈیٹر ''لائٹ'' (34) میاں فیروز الدین لانڈری ورکس (35) حکیم جلال الدین، بیرون موچی گیٹ (36) میاں خورشید زماں، بیرسٹر ایٹ لاء (37) شیخ کرم الٰہی، اسپورٹ ایجنٹ (38) ملک قادر بخش، پنشنر رئیس مزنگ (39) ملک لال دین قیصر (40) میاں نظام الدین، رئیس اعظم (41) میاں عبدالعزیز، بیرسٹر ایٹ لاء (42) ملک مبارک علی۔

''آل پارٹیز کانفرنس لکھنو میں کانگرس اور ہندو سبھا کے ہندو رہنماؤں اور بعض غیر مال اندیش مسلم نمائندوں نے مل کر اسلامی حقوق کے خلاف جو تباہ کن فیصلہ کیا ہے، اس کے خلاف شدت سے صدائے احتجاج بلند کرنے اور مسلمانوں کو ان کے سیاسی حقوق و مطالبات کے لیے جدوجہد پر آمادہ کرنے کے لیے 9 ستمبر 1928 کو بروز یک شنبہ شام کے آٹھ بجے بیرون موچی دروازہ میں مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا جس میں مسلم نمائندوں کی کوتاہ اندیشی واضح کی جائے گی اور مسلمانوں کو طلب حقوق کی جدوجہد کے طریقے سمجھائے جائیں گے لاہور کے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس جلسے میں شریک ہو کر اسلامی مطالبات وحقوق کی تقویت کا باعث ہو۔''

آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) لاہور کی یادداشت

8 نومبر 1972ء کو حکومت برطانیہ نے ہندوستان کی آئینی صورت حال کا جائزہ لینے اور آئندہ آئین کے متعلق سفارشات کرنے کے لیے ایک کمشن سر جان سائمن کی سربراہی میں ہندوستان بھیجنے کا اعلان کیا آئینی کمشن سے تعاون کے

مسئلے پر مسلمان رہنما دو گروہوں میں بٹ گئے ایک کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے مفاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ کمشن سے تعاون کریں دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہندوؤں سے تصفیہ کر کے کمیشن کا بائیکاٹ کیا جائے علامہ اقبال اول الذکر گروہ کے حامی تھے آپ ان دنوں آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) لاہور کے جنرل سیکرٹری تھے (آپ کا تقرر 20 فروری 1972ء کو ہوا) آپ نے میاں سر شفیع اور دیگر مسلمان زعما کے ہمراہ کمشن سے تعاون کے سلسلے میں متعدد بیانات جاری کیے جب کمشن نے لاہور کا دورہ کا ے تو مختلف سیاسی پارٹیوں نے کمشن سے ملاقاتیں کیں اور اپنے مطالبات پیش کیے۔

8 نومبر 1927 کو پونے تین بجے کا وقت آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) کے لیے مقرر تھا مسلم لیگ کی طرف سے ایک بڑا وفد کمشن کے سامنے پیش ہوا جس میں میاں سر محمد شفیع (رئیس وفد) سر محمد اقبال، سر عبدالقادر، سر عمر حیات خاں ٹوانہ، خاں سعادت علی خاں، مولانا غلام محی الدین قصوری، سردار حبیب اللہ، ایم ایل سی، شیخ دین محمد، ایم ایل سی، سید محسن شاہ ایڈووکیٹ، چودھری عبدالغنی، بیرسٹر، شیخ عظیم اللہ، ایڈووکیٹ، مولوی محبوب عالم ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' مفتی محمد صادق، میاں حفیظ اللہ، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، نواب احمد نواز خاں (صوبہ سرحد) مسٹر اے ایچ غزنوی (بنگال) شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم ایل سی (یوپی) میاں محمد دین، نواب محمد علی خان قزلباش، سیٹھ آدم جی (راولپنڈی) مولانا محمد علی، امیر جماعت احمدیہ لاہور، مرزا بشیر الدین محمود اور ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین شامل تھے۔

وفد نے صوبجاتی آزادی، متحدہ مرکزی حکومت اور جداگانہ انتخاب پر زور دیا

بحث و کمیٹی میں چودھری ظفر اللہ خاں، راجہ نرندر ناتھ، ڈاکٹر سہروردی، ڈاکٹر گوکل چند نارنگ (انہوں نے احمد جماعت کی یادداشت پیش کی) سردار اجل سنگھ، راجہ نواب علی، کپتان سکندر حیات خاں، سردار شیو دیو سنگھ، نواب ذوالفقار علی خاں اور علامہ اقبال نے حصہ لیا علامہ اقبال سے سر جان سائمن نے کچھ سوالات کیے علامہ اقبال اور سر جان سائمن کے سوال و جواب پیش کیے جاتے ہیں

س: کیا مسلمانوں میں بھی اچھوت ہیں؟

14 ایضاً نومبر 1928 ص 4

15 ایضاً

ج (علامہ اقبال) ہاں مصلی ایک قوم ہے جس کو عام طور پر ایسا سمجھا جاتا ہے مگر وہ برابر بلا روک ٹوک مسجدوں میں جاتے ہیں اور ہندوؤں کی طرح مسلمان کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے ووٹوں کو تو مقدس سمجھ لیں اور جسموں کو اچھوت مانیں

س: سر اقبال، کیا آپ کے خیال میں شرعی مسائل کے لیے قاضیوں کے تقرر کی ضرورت ہے؟

ج: لیگ کی یادداشت میں یہ بات نہیں ہے، لیکن پنجاب کے مسلمانوں کے متعلق جس حد تک مجھے علم ہے کہ سکتا ہوں کہ وہ قاضیوں کے تقرر کے حامی ہیں

س: صوبہ سرحد کی اصلاحات کے متعلق کیا خیال ہے؟ (سر جان سائمن نے کہا کہ یہ سوال صوبہ سرحد میں پوچھا جائے گا)

سر جان سائمن کی خدمت میں آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) لاہور کی یادداشت بھی پیش کی گئی جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال اور میاں

سر محمد شفیع کی مرتب کردہ ہے خوش قسمتی سے یہ یادداشت ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے اور ہم اسے عقیدت مندان اقبال اور طلبائے سیاسیات کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے نہایت فخر محسوس کرتے ہیں کیونکہ چالیس سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ یادداشت آج تک منصۂ شہود پر نہ آسکی اصل یادداشت انگریزی میں تھی، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

تمہید

ان افراد کی تعداد جن کی طرف سے مفصلہ ذیل امور پیش کرنے کا اختیار مسلم لیگ کو حاصل ہے ہندوستان کی مسلمان قوم کی بہت بڑی اکثریت پر مشتمل ہے جن کی آبادی کا شمار سات کروڑ ہے آل انڈیا

16 روزنامہ ''زمیندار'' لاہور، 24 جون 1928، ص 6

17 روزنامہ ''انقلاب'' 3 جولائی 1928 ص 2، 6

مسلم لیگ نے اپنی کونسل صوبجاتی مجالس اور اضلاع کی مجالس اور مقامی لیگوں کے ذریعہ ان مسلمانان ہند کے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، مذہبی اور عام مفاد کا تحفظ کرنے کا وظیفہ اپنے ذمے لے رکھا ہے۔

اس یادداشت میں آل انڈیا مسلم لیگ تمام مسلمانان ہند کے جذبات وحسیات اور نقطہ نگاہ کی نمائندگی کرتی ہے اور صرف ان معاملات کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے جو ایک مرکزی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور صوبجاتی مجالس اور دیگر مقامی اسلامی انجمنوں کے لیے اپنے پیش کردہ معاملات کی جداگانہ

تائید کرنے اور مزید امور پیش کرنے کا حق چھوڑتی ہے یہ بات عدم مرکزیت کے اصول کے اعتراف کے طور پر کی جا رہی ہے کیونکہ صوبجات کی مقامی مجالس بھی ان حالات کو بہتر طریق پر سمجھ سکتی ہیں جو ان صوبجات میں موجود ہیں جو مطالبات اس یادداشت میں پیش کئے گئے ہیں وہ اصلاحات کی آنے والی منزل کی بنیاد پر ملک کے موجودہ حالات کی روشنی میں تیار کئے گئے ہیں اور ملک کی آئندہ آئینی ترقیات کے لئے جو اس ملک میں قلمرو برطانیہ کے اندر ذمہ دار حکومت کے قیام کے معاہدہ کے مطابق عمل میں آئے گی اور جس کے اصول کو برطانوی پارلیمنٹ تسلیم کر چکی ہے، کسی طرح ضرر رساں نہیں اس معاہدہ کی تکمیل اس ملک کے باشندوں کی جائز امنگ ہے تاکہ یہاں کے لئے جمہوری اصول پر ایک آئینی حکومت مرتب ہو سکے۔

نظام حکومت کا عمل

سب سے پہلے لیگ اس امر پر بہت تاکید کے ساتھ زور دینے کی خواہاں ہے کہ کسی نئے آئین حکومت کا مرتب کرنا بہت خطرناک ہے جو حالات حاضرہ کی طرف پوری توجہ نہ دینے کے باعث حکومت امرا پیدا کرنے کا موجب ہے ہندوستان کے سے وسیع براعظم میں جو روس کو چھوڑ کر باقی سارے یورپ کے برابر ہے اور مختلف صوبجات میں جن میں بعض صوبے ممالک یورپ سے بھی بڑے ہیں بٹا ہوا ہے جس میں اکتیس کروڑ اسی لاکھ باشندے مختلف نسل کے، مختلف عقائد کے، مختلف زبانیں رکھنے والے، مختلف معاشری رسم و رواج اور روایات رکھنے

والے اور مختلف مفاد رکھنے والے موجود ہیں، اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ایسا آئین حکومت رائج کیا جائے جو سب کی ضروریات اور سب کے حقوق پر حاوی ہو اس مقصد کے لیے مجالس وضع قوانین، مقامی مجالس، تعلیمی ادارات اور سرکاری ملازمتوں میں بڑی بڑی قوموں کی نمائندگی کا انتظام اس طرح ہونا چاہیے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ ایک ایسی حکومت کے قیام کی بنیادیں رکھی جارہی ہیں جو بڑی بڑی قوموں اور بڑے بڑے مفادوں کی مکمل طور پر نمائندگی کرے گی اس لیے آئین حکومت میں ایسی حکومتوں کا مہیا کرنا ضروری ہے جو کمزور طبقوں اور پس ماندہ قوموں کو معقول مراعات کے ذریعے ابھارنے اور ترقی کے معراج پر لانے پر منتج ہوں موجودہ نظام حکومت کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اگرچہ اس موجودہ آئین میں ایسے ایسے ملحوظات رکھے گئے ہیں، مثلاً مسلمان قوم کے لیے خاص نیابت مقرر کردی گئی ہے، تاہم یہ ملحوظات اس قوم کے اجارم کلی کے سامنے بروئے کار نہیں آسکیں جسے سب سے بڑی اکثریت خیال کیا جاتا ہے لیگ کا خیال ہے کہ مردم شاری میں آبادی کی مصنوعی تقسیم سے جس میں کہ ان لوگوں کو جو نہ تو مسلمان ہیں اور نہ عیسائی ہندو کہا جاتا ہے، اونچی جاتی کے ہندوؤں کو غلبہ نیابت حاصل ہو جاتا ہے اور آرین قوم کے آنے سے پہلے بسنے والے باشندوں اور اچھوت جاتیوں اور دیگر بڑی بڑی قوموں کے مفاد پامال ہو رہے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ

الف قوموں کی جدید تقسیم جلد سے جلد اور نہایت مستحکم و موثق بنیادوں پر عمل میں لائی جائے

ب آئین کی رو سے مسلمانوں کے لیے نیابت کی زیادہ موزوں اور منصفانہ بنیاد مقرر کی جائے اور اندریں اثنا نیابت کی نئ تعین کے لیے 1921 کی مردم شماری کے اعداد و شمار پر اوسط ترقی کے لحاظ سے اضافہ کر کے تناسب مقرر کیا جائے۔

ج اس امر کے پیش نظر کہ مستقبل قریب میں برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستیں ایک ہی قومیت کے رشتے میں منسلک ہو کر ریاست ہائے متحدہ کے اصول پر ملک کی نجات کے لئے اشتراک عمل کریں، ان کے تعلقات کا جدید انتظام اور بندوبست کیا جائے۔

حق رائے دہی کی بنیاد

چونکہ آئینی ڈھانچے کی اساس و بنیاد حقوق رائے دہی اور حلقہ جات انتخاب پر قائم ہے اس لیے لیگ تجویز کرتی ہے کہ ان دو امور کا خاص طور پر معائنہ کیا جائے اس وقت ہماری قانون ساز مجلسوں کا حق رائے دہی خواہ وہ مرکزی ہوں یا صوبجاتی اس قدر بلند ہے کہ ان مجالس کو صحیح طور پر جمہور کی نمائندہ مجالس نہیں کہا جا سکتا اگر ووٹ دینے والے کے اوصاف میں جائداد رکھنے کے وصف کی بہ نسبت اس کے خواندہ ہونے کے وصف کو ترجیح دی جائے تو زیادہ فائدہ مترتب ہو سکتا ہے علاوہ ازیں ان چھوٹی چھوٹی قوموں کو جنہیں جداگانہ فرقہ وار نیابت کا حق نہیں دیا گیا، ایک عام اصطلاح کے ماتحت، جیسے کہ پنجاب میں ''غیر مسلم'' کی اصطلاح ہے، لایا جانا بہت بے انصافی ہے فی الواقعہ اس تقسیم نے ملک میں حکومت امرا کو ترقی دی

ہے، اس لیے اگر حق رائے دہی کا معیار گھٹا دیا جائے اور اگر تمام قوموں کو مناسب اور منصفانہ نمائندگی دی جائے تو ہماری قانون ساز مجالس جمہور کی صحیح تر نمائندگی کرنے لگیں اور مشترکہ مفاد کی ترقی کے لئے زیادہ موثر بن جائیں ان حالات کے اندر لیگ تجویز کرتی ہے:

الف اگر نئے آئین میں قانون ساز مجالس کا دیوان اعلیٰ قائم رکھنا مقصود ہو تو کونسل آف سٹیٹ کے حق دہی کا معیار اتنا گھٹا دیا جائے کہ وہ لوگ جو اس وقت اسمبلی کے لئے رائے دینے کا حق رکھتے ہیں آئندہ کونسل آف اسٹیٹ کے لئے رائے دے سکا کریں

ب وہ لوگ جو اس وقت صوبجاتی کونسلوں کے انتخاب کے لیے رائے دینے کا حق رکھتے ہیں اسمبلی کے انتخاب کے لئے رائے دے سکا کریں

ج صوبجاتی کونسل کے انتخاب کے لیے بلوغ و رشد کی ہمہ گیر شرط رکھی جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ مقامی مجالس کے لیے بھی حق رائے دہی ہمہ گیر ہو

د تمام انتخابی طریق میں ووٹ دینے والے اور امیدوار کھڑے ہونے والے کے درمیان کوئی امتیاز نہ رکھا جائے۔

حلقہ جات انتخاب

حلقہ جات انتخاب کے معاملے میں لیگ کا خیال ہے کہ آج بھی مسلمانوں کے

لئے ”جداگانہ حلقہ جات انتخاب“ کا طریق آئین کا بنیادی اصول ہونا ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ اس وقت تک تھا جبکہ منٹو مارلے سکیم کے مطابق پہلے پہل یہ رائج کیا گیا تھا اور مانٹیگو چیمسفورڈ کی سکیم میں اس کی بدیں الفاظ تصدیق کی گئی تھی کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے موجودہ صورت حال کا قائم رکھنا خواہ یہ عام شہریت کے اصولی معراج کے حصول کی طرف ترقی کرنے پر اثر انداز ہی کیوں نہ ہو، نہایت ضروری ہے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پنجاب اور بنگال اور دیگر مقامات میں جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کی ترتیج کا طریق اس قدر مفید ثابت ہوا کہ یوپی کی قانون ساز کونسل کو بھی اپنی مقامی مجالس میں اس طریق کی ترویج پر رضامندی کا اظہار کرنا پڑا اس سلسلے میں لیگ کمیشن کی توجہ یوپی کے سابق وزیر مسٹر وائی چنتامنی کی اس شہادت کی طرف مبذول کرانے کی خواہاں ہے جو انہوں نے مڈیمان کمیٹی کے سامنے دی تھی اور کہا تھا کہ مسلمانوں کے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب ان کے اور ہندو قوم کے درمیان تصادم کو کم کرتی ہے (ملاحظہ ہو مجلس تحقیقات اصلاحات کی رپورٹ ضمیمہ، 16 جلد 1 صفحات 316 تا 319) لیگ یہ دعویٰ بھی پیش کرتی ہے کہ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب نہ صرف تصادم کے دائمی اسباب کو روکتے ہیں بلکہ دونوں قوموں کے درمیان باہمی اشتراک عمل اور خیرسگالی پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں فرقہ وار کشیدگی کے اسباب جو موجود ہیں دوسری اطراف میں پائے جاتے ہیں اور یقینی طور پر ہندو سیاست دانوں اور ہندو اخبارات کے ایک حلقے کا یہ شور وغوغا، کہ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب فسادات اور خونریزی کا باعث ہیں، مصنوعی اور غلط ہے اس بدامنی اور حوادث کے اصل بواعث واسباب کی تشریح ایک ضمیمہ میں کر دی گئی

ہے جو اس یادداشت کے ساتھ لگا دیا گیا ہے ہندوستان کی ساری مسلمان آبادی جن کی نمائندگی لیگ کرتی ہے بڑی شدت کے ساتھ مشترکہ حلقہ جات انتخاب کی ہر سکیم کی مخالف ہے، خواہ اس میں نشستیں مختص کی جائیں یا نہ کی جائیں اس لیے مسلمانوں کے لیے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کو اصلاحات کا جزو لاینفک بلکہ اصل الاصول سمجھا جائے۔

مجالس قانونی اور حلقہ جات نمائندگی

حق رائے دہی اور حلقہ جات انتخاب کے مسائل کے ساتھ ہی دوسرا سوال مجالد قانونی کی موجودہ حالت کا ہے مغرب کی جمہوری حکومتوں کی مجالس قانون ساز کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو ہماری قانون ساز مجالس کی موجودہ حالت صوبہ سندھ کی طرح احاطہ بمبئی کا جدی ترکہ نہیں بن سکتا امر واقعہ یہ ہے کہ اس صوبے کو احاطہ بمبئی کے ساتھ جتے رکھنے سے اس کی تعلیمی، مادی اور معاشرتی ترقی کو سخت نقصان پہنچا ہے معاملات کی اس غیر طبعی حالت نے صوبہ مذکور کو آج تک اپنی یونیورسٹی اور عدالت عالیہ کے قیام سے بھی محروم کر رکھا ہے۔

احاطہ بمبئی کا معاندانہ رویہ

بمبئی کی حریفانہ رقابت کی وجہ سے کراچی کا بندرگاہ بھی آئندہ ترقی کے لئے عملی کارروائیوں سے ابھی تک محروم ہے حالانکہ یہی بندرگاہ ہندوستانی غلہ کو غیر مما لک

میں بھجوانے کا عظیم ترین مرکز ہے جس کی خوش حالی اور ترقی زیادہ تر تجارت اور سودا گری پر منحصر ہے اور سندھ کے بیشتر حصہ کا دارومدار زراعت پر ہے اس وقت تک اس صوبہ کی زراعتی ترقی کے متعلق کمال لاپروائی کا برتاؤ کیا گیا ہے اس لیے یہ لیگ پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ صوبہ سندھ کو احاطہ بمبئی سے علیحدہ کیا جائے اور اسے انتظامی اور آئینی مجالس کے جداگانہ حقوق عطا کیے جائیں۔

وہ صوبجات جن میں مسلمانوں کی اقلیت ہے

آئینی اور انتظامی رقبہ جات کی اس جدید تقسیم سے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ہندوستان کے کل گیارہ صوبوں میں سے آئندہ پانچ صوبے ایسے بن جائیں گے جس میں مسلم آبادی کو اکثریت حاصل ہوگی، لیکن بحیثیت مجموعی ہندوستان کی مسلم اقلیت کی موجودہ حالت ایسی ہے کہ تمام مسلمانوں کے لیے ایک اہم ترین غور طلب مسئلہ بن رہی ہے مسلمان تاریخی، سیاسی اور مردم شماری کے لحاظ سے کسی دوسری قوم سے کم اہمیت نہیں رکھتے بلکہ اکثر اقوام سے انہیں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

ناطق قانون کی ضرورت

باقی ماندہ چھ صوبوں میں ان کی آبادی اس قدر قلیل ہے کہ اگر آئندہ دستور اساسی میں ان کی حفاظت کے لیے مناسب، معقول اور موثر تدابیر اختیار نہ کی گئیں

اور کسی ناطق قانون کے ذریعے ان کی نمائندگی کی پوری تصریح نہ کردی گئی اور اس کا تصفیہ مرکزی یا صوبجاتی مجالس مقننہ یا مقامی جماعتوں اور تعلیمی اداروں یا محکمہ جات کے ہاتھ میں رہنے دیا گیا تو وہ دستور اساسی فیصلہ کن نہیں سمجھا جائے گا اور اس سے اصلی مقصد حاصل نہ ہوگا لہٰذا یہ لیگ مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانان ہند کے مجموعی مفاد کے تحفظ کے لیے برطانوی پارلیمنٹ ایسا آئین مرتب کرے جس سے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے اور ان صوبوں میں جہاں ان کو اکثریت حاصل ہے، اور دوسرے صوبوں میں جہاں ان کی اقلیت ہے، دونوں جگہ انہیں یقنی اور خاص تحفظ حقوق کا اطمینان ہو جائے۔

بعض اہم مطالبات

اس سلسلہ میں مصرحہ ذیل امور خاص طور پر قابل لحاظ ہیں

الف مذہبی شعائر کی ادائیگی کے سلسلے میں انہیں ذبیحہ گائے کی قانوناً اجازت ہو اور مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کی ممانعت کی جائے۔

ب منتخبہ جماعتوں یعنی بدیات، ڈسٹرکٹ بورڈوں، یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی بورڈوں میں انہیں معقول اور موثر نمائندگی بذریعہ جداگانہ انتخاب عطا کی جائے۔

ج مرکزی اور صوبجاتی کابینہ ہائے وزارت میں ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے

د سرکاری ملازمتوں میں یعنی حکومت یا مقامی جماعتوں یا تعلیمی اور دیگر

تمدنی اداروں میں ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے

ہ تمام تعلیمی درس گاہوں میں جو حکومت نے قائم کر رکھی ہیں یا جن کو حکومت کی طرف سے گرانٹ ملتی ہے، مسلم طلبہ کے داخلے اور مسلم اساتذہ کے تقرر کا انتظام کیا جائے۔

و تمام تعلیمی اداروں میں جو حکومت نے قائم کر رکھے ہیں، یا جن کو حکومت کی طرف سے گرانٹ ملتی ہے، اردو زبان کا استعمال کیا جائے۔

ز تعلیمی یا دیگر اغراض کے لیے حکومت کی طرف سے جو گرانٹ دیے جائیں ان کی تقسیم مناسب اور معقول طریقے پر ہو۔

انتظامی اختیارات

انتظامی کونسل اور مجلس وضع قوانین کے مسئلے پر بحث کرنے سے پیشتر لیگ ضروری خیال کرتی ہے کہ مجموعی دستور اساسی کے متعلق ایک اہم ترین مسئلے کی جانب توجہ منعطف کرائی جائے جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے ہندوستان ایک وسیع چھوٹا براعظم ہے اس میں کئی احاطے اور صوبے شامل ہیں جن میں ایسے لوگ آباد ہیں جو مختلف زبانیں بولتے ہیں، جداگانہ خلوص رکھتے ہیں ان کی جدوجہد اور دلی جذبات صوبجاتی ہمدردی کے زیر اثر ہیں اور 3/4 صدی، بعض حالتوں میں پوری صدی سے بھی زیادہ، عرصے سے اپنے اپنے صوبوں میں سکونت پذیر ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ ہندوستان

اس لیے لیگ کو ازبس ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان دستور اساسی متحدہ حکومت کے طریق پر قائم ہو، پر ایک صوبہ جداگانہ ریاست کی حیثیت رکھے اور مشترکہ معاملات میں سب مرکزی متحدہ حکومت کے ماتحت ہوں بالفاظ دیگر حالات کے موجودہ مرحلے پر بھی اس ملک میں جو اصلاحات نافذ کی جائیں اس نظریہ کے ماتحت ہوں کہ اس سے آخر کار ایسی ریاست ہائے متحدہ ہند کی بنیاد قائم ہو سکے جو برطانی کامن ویلتھ کے دائرہ میں شامل ہو۔

ریاست ہائے متحدہ کے اختیارات

اس منزل مقصود کو پہنچنے کے لیے سب سے پہلے یہ امر غور طلب ہے کہ مقامی حکومتوں کے اختیارات کس کے ہاتھ میں ہوں لیگ کے خیال میں یہی وہ آئینی مسئلہ ہے جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اسی کے معقول اور مناسب تصفیہ پر حکومت کا بہبود اور استحکام منحصر ہے مختلف صوبجات کے گونا گوں حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے لیگ ضروری سمجھتی ہے کہ دوسرے امور کے علاوہ ہندوستان کے آئندہ متحدہ نظام حکومت کی رو سے مرکزی حکومت کو صرف وہی اختیارات حاصل ہوں جو دستور اساسی کی شرائط کے ماتحت اس کے لیے صریح الفاظ میں مخصوص کر دیئے گئے ہوں ان کے علاوہ باقی ماندہ تمام اختیارات فرداً فرداً مختلف ریاستوں کے سپرد کر دیے جائیں اس بنیاد پر جو متحدہ حکومت قائم ہو گی اس کی رو سے مختلف صوبجات کو صوبجاتی خود مختاری بھی حاصل ہو جائے گی اور ہندوستان سے دوعملی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا جو اس ملک کی اقلیتوں کے لیے تباہ کن اور حقیقی جمہوریت کے

اصول کے بھی سراسر منافی ہے ہندوستان کی آبادی کی نمائندگی کے لیے ہرگز مناسب نہیں دکھائی دیتی حق رائے دہی کے معیار کم کرنے اور اسے توسیع دینے سے مختلف قوموں کی موجودہ غیر مناسب حالت اور بھی ترقی پذیر ہوگی اس لیے لیگ تجویز کرتی ہے کہ آئندہ مرکزی مجالس وضع قوانین کے ایوان اعلیٰ میں (اگر اسے قائم رکھا جائے) ارکان کی تعداد ایک سو پچاس تک بڑھا دی جائے اور ایوان ادنیٰ کے ارکان کی تعداد چار سو تک کر دی جائے لیگ یہ کہنے کی بھی متمنی ہے کہ مرکزی مجالس میں مسلمانوں کی دی ہوئی نیابت کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اہم مسائل کے پیش نظر مرکزی مجالس کے دونوں ایوانوں میں ان کی نیابت کا تناسب تینتیس فیصد سے کسی طرح کم نہ ہونا چاہیے۔ دیگر مختلف صوبجاتی مجالس کے معاملہ میں نشستیں اس حد تک بڑھا دی جائیں کہ ایک لاکھ نفوس کا ایک نمائندہ تو ضرور کونسل میں چلا جایا کرے۔

لیگ کا یہ خیال ہے کہ اس وقت کئی شہری اور دیہاتی حلقے اس قدر بڑے ہیں کہ ان میں کمی کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

صوبجات میں مسلمانوں کی نیابت

پنجاب اور بنگال کے مسلمانوں میں وہاں کی صوبجاتی مجالس کے لیے مسلمانوں کی نیابت کی موجودہ صورت کے متعلق سخت شکایت پائی جاتی ہے اس لیے لیگ کمیشن کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانے کی خواہاں ہے ان نو صوبجات میں جن میں مانٹیگو چمسفورڈ کی اصلاحات رائج ہیں پنجاب اور بنگال ہی دو ایسے

صوبے ہیں جن میں بہ لحاظ آبادی مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن موجودہ حالات کے اندر انہیں اکثریت رکھنے کی حیثیت کے پھل سے محروم کر دیا گیا ہے پنجاب میں فی الواقعہ اکیاون منتخب ارکان میں سے صرف چونتیس مسلمان ہیں بنگال میں اس امر کے باوجود کہ مسلم قوم کے لئے پچاس فیصد نیابت منظور کی گئی تھی (حکومت ہند کا پانچواں مراسلہ متعلقہ اصلاحات مورخہ 14 اپریل 1919ء) پارلیمنٹ کی مشترکہ کمیٹی نے صرف چالیس فی صد نیابت مسلمانوں کے لئے تجویز کی لیگ کی رائے ہے کہ یہ صورت حال ہر قسم کے جمہوری اصول کے خلاف ہے اور کمیشن پر زور دیتی ہے کہ اس موقع پر ان بے انصافیوں کی تلافی کرنے کی صورت پیدا کرے جو مسلمانوں کے ساتھ ان دو صوبوں میں ہو رہی ہے یہاں آبادی کے لحاظ سے نہایت مقرر کی جائے اور یہ اصول قائم کر دیا جائے کہ کسی صورت میں بھی اکثریت رکھنے والی قوم کو اقلیت میں یا مساوات میں تبدیل نہ کیا جائے گا ان صوبجات میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں آئندہ ان کی نیابت اسی نسبت سے قائم کی جائے جو مجالس وضع قوانین کے منتخب ارکان میں مسلمانوں کے لئے مانٹیگو چیمسفورڈ سکیم کے مطابق ہے۔ نیز اس کے تعین ان امور کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کی بجائے جس کسی صوبے کے اندر ان کی سیاسی اور تاریخی اہمیت کے مقتضی ہیں اور ان کی قلت تعداد اور زمانہ گذشتہ کی رکاوٹوں کے باعث اقتصادی اور تعلیمی پس ماندگی کے پیش نظر ہونی چاہیے لیگ کو اس امر پر ہرگز اعتراض نہ ہوگا کہ کسی ایسے صوبے میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو، غیر مسلموں کو بھی متذکرہ صدر اصول کے پیش نظر وہی مراعات دی جائیں۔

شمال مغربی صوبہ سرحد

گزشتہ کئی سال سے شمال مغربی صوبہ سرحد کے منظم اضلاع کی غالب اکثریت آئینی اور انتظامی اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کر رہی ہے تا کہ وہ بھی ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی صف میں مساویانہ حیثیت سے کھڑا ہونے کی مستحق ہو جائے اس مطالبے کی تائید میں سارا اسلامی ہندوستان متفق الرائے ہے انڈین نیشنل کانگرس اس تحقیقاتی کمیٹی کی اکثریت بھی اس مطالبے کی حمایت کر چکی ہے ''برے کمیٹی'' کے نام سے مشہور ہے اور جس کو چھ سال ہوئے حکومت ہند نے مقرر کیا تھا ارے کمیٹی نے معنوی طور پر تسلیم کر لیا تھا کہ ہندوستان کا امن صوبہ سرحدی کے امن پر منحصر ہے اور یہ امن اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے باشندوں کو اطمینان قلب حاصل ہو جائے اور اگر صوبہ سرحد کو پنجاب سے علیحدہ نہ کیا جاتا تو ضروری تھا کہ اس صوبے کے منظم اضلاع بھی منٹو مارلے اور مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے فوائد سے بہرہ اندوز ہو جاتے۔

ہندوؤں کا طریقہ

یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ سرحد کی تعلیمی جدوجہد ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے مرکزی مجلس وضع قوانین میں جو مباحثہ ہوا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس صوبے میں اصلاحات کے نافذ کرنے میں صرف یہی رکاوٹ حائل ہے کہ اس صوبے کی ہندو اقلیت اس کی مخالفت کرتی ہے حال ہی میں مرکزی

مجلس متننہ کے ارکان نے اس صوبے میں جو دورہ کیا، اس سے عیاں ہو گیا ہے کہ مفروضہ مخالفت مصنوعی اور مقابلہ سیاست دان تمام ان صوبجات میں بھی جہاں انہیں اقلیت حاصل ہے اسی طرح اصلاحات کی مخالفت کر رہے ہیں یہ لوگ صرف انہی صوبہ جات میں اصلاحات کے نفاذ کی تائید کرتے ہیں جہاں ان کو اکثریت حاصل ہے اگر ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے مسلمان بھی یہی غیر معقول رویہ اختیار کرتے تو اس ملک کی آئینی ترقی قطعاً غیر ممکن ہو جاتی۔

مسلمانان ہند کا اضطراب

اس مسئلہ کے متعلق اس وقت تک جو التوا روا رکھا گیا ہے، وہ ابھی سے مسلم قوم کی شدید ناراضی کا موجب بن رہا ہے۔ لیگ کو سخت اندیشہ ہے کہ اگر شاہی کمیشن کی موجودہ تحقیقات میں بھی صوبہ سرحد کے باشندوں کے جائز مطالبات پورے نہ کئے گئے تو تمام سرزمین ہند کے مسلمانوں کے دلوں میں نہ صرف رنج و غصہ کے جذبات پیدا ہو جائیں گے بلکہ جس نقطہ نگاہ سے وہ اس وقت تک ہندوستان کے سیاسی مسائل کو دیکھ رہے ہیں اس میں بھی مادی تغیر واقع ہو جائے گا بنا برایں یہ لیگ قوی امید رکھتی ہے کہ شاہی کمیشن اس صوبے میں اصلاحات کے نفاذ کے لئے برطانوی پارلیمنٹ کے پاس سفارش کرے گا جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔

برطانوی بلوچستان میں بھی اصلاحات کا نفاذ ویسا ہی لابدی ہے۔

صوبہ سندھ کی علیحدگی

اس لیگ کو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ صوبہ سندھ کو احاطہ، بمبئی کی زنجیروں میں کیوں جکڑے رکھا جائے نسلی اعتبار سے، جغرافیائی حیثیت سے، ملکی زبان کے لحاظ سے یا کسی اور وجہ سے موجودہ انتظام کسی صورت میں قرین انصاف نہیں صرف اس واقعہ کی بنا پر کہ صوبہ سندھ کو بمبئی کی فوجوں نے مفتوح کیا تھا۔

وزیر ہند اور ہندوستانی کونسل

1919ء کے قانون ہند کے دفعہ 2 کی مختلف مدات کو سرسری نگاہ سے دیکھنے پر معلوم ہو گا کہ وزیر ہند اور اس کے لئے غیر معمولی اقتدار اور اختیارات نگرانی کی آئینی حیثیت بالکل ہمہ گیر ہے۔ قطع نظر اس امر کے کہ یہ وسیع الاثر قانون حکومت خود اختیاری کے جزوی عطیہ اور 20 اگست 1928 کے اعلان کی منشا کے بھی سراسر منافی ہے، صاف ظاہر ہے کہ ملک کے داخلی معاملات میں بھی وزیر ہند کو ان اختیارات کی رو سے جو اسے عطا کئے گئے ہیں اس قدر وسیع اقتدار دے دینا ایک با قاعدہ حکومت کے اصول کے بھی خلاف ہے ایک برطانی مدبر جو چھ ہزار میل کے فاصلے پر اپنے دفتر میں بیٹھا ہے، اور جسے ہندوستان کی اصلی حالت اور معاملات کا کوئی تجربہ بھی حاصل نہیں، اسے ملک کے داخلی انتظامات میں اس قدر لا متناہی اقتدار دے دینا ایسا گورکھ دھندا ہے جس کا حل کرنا کس قدر مشکل ہے۔

اعتدال پسند طبقے کا مطالبہ

ہندوستان کا اعتدال پسند طبقہ اس بات پر متفق ہے کہ وہ وقت ابھی نہیں آیا جب معاملات خارجہ اور بری و بحری اور ہوائی افواج کا نظم ونسق بغیر کسی خطرے کے عوام کے قبضے میں دے دیا جائے ان محکمہ جات کا آخری فیصلہ وزیر ہند کے ہاتھ میں رہے اور ان معاملات میں وہی برطانی پارلیمنٹ میں نمائندگی کے فرائض ادا کرے، لیکن اس امر کے متعلق لیگ کو کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ اندرونی معاملات کے معاملے میں بھی حکومت ہند پر وزیر ہند کا تسلط قائم رہے لیگ کو کامل یقین ہے کہ معاملات کی موجودہ صورت نظام حکومت کے اعلیٰ مفاد کے لیے مفید نہیں وہ وقت آ گیا ہے کہ حکومت ہند کو اس قسم کی ناخوش گوار زنجیروں سے آزاد کر دیا جائے۔

مجلس ہند کے اخراجات میں تخلیف

اس اصلاح کے نفاذ سے مجلس ہند کے گراں قدر اخراجات بھی غیر ضروری ہو جائیں گے اگر وزیر ہند کو غیر ملکی سیاسیات اور بری، بحری اور ہوائی افواج کے معاملات میں کسی مشورہ کی ضرورت ہو تو وہ ان ماہرین فنون سے مشورہ لے سکتا ہے جو انگلستان کے مختلف محکمہ جات میں کام کر رہے ہیں یہ امر کوئی پوشیدہ راز نہیں رہا کہ وزیر ہند اس وقت بھی ان سہولتوں سے استفادہ کر رہا ہے بہر حال وزیر ہند کی ذمہ داریوں میں اگر اس طریق سے تخفیف ہو گئی تو مجلس ہند کے عملہ اور ہیئت ترکیبی

میں بھی بہت کچھ تخفیف ہو جائے گی۔

مرکزی حکومت اور مجلس مقنّنہ

سابقہ آئینی اصلاحات ملک کی موجودہ حالت اور قلمرو برطانیہ کے اندر رہ کر ذمہ دار حکومت کے حاصل کرنے کے لئے آئندہ آئینی اصلاحات کی ضرورت کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک موجودہ مرکزی مجلس انتظامیہ میں مصرحہ ذیل اصلاحات نافذ کرنے کی تجویز پیش کرتی ہے۔

سپہ سالار اعظم

(الف) تمام مہذب حکومتوں میں سپہ سالار اعظم فوج کا سب سے بڑا افسر ہوتا ہے اس ذمہ دارانہ منصب سے جو فرائض وابستہ ہیں، انہیں وہی ادا کرتا ہے اور اختیارات بھی اس کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اسے مجلس انتظامیہ یا مرکزیہ کا رکن نہ بنایا جائے کیونکہ ان مجالس کے اجلاس آئینی اور نظم و نسق کی مشینری کے پھیلاؤ سے تعداد میں بڑھ رہے ہیں اور ان اجلاسوں میں شرکت کے سبب سے اسے مستقل طور پر حکومت ہند کے صدر مستقر میں ٹھہرنا پڑتا ہے انگلستان کی طرح کابینہ ہند میں بھی ایک سویلین ممبر کو سپہ سالار کی جگہ شرکت اجلاس ہائے مجلس انتظامیہ کے لئے متعین کر دینا چاہئے۔

وائسرائے کی کونسل

(ب) وائسرائے کی کونسل کے ارکان کی تعداد کم از کم آٹھ کر دی جائے ان میں چار ہندوستانی ہوں وائسرے اس کونسل کا صدر ہو، ان میں مسلمانوں کو کافی نیابت دی جائے اس کونسل کو صوبوں کے متعلقہ محکموں پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہونا چاہیے۔

(ج) مرکزی مجلس کے سلسلے میں جن اصلاحات کی تجویز پیش کی جا چکی ہے، ان کے ضمن میں یہ لیگ اس بات پر بھی زور دیتی ہے مجلس مرکزیہ کو میزانیہ پر زیادہ اختیار حاصل ہونا چاہیے، یعنی ان مدات کی تعداد بڑھائی جائے جن میں مجلس مذکورہ کی منظوری سے کام چلایا جائے جو معاملات آل انڈیا نظم ونسق سے تعلق رکھتے ہیں ان میں خاص طور پر اس کا ملحوظ رکھا جانا ضروری ہے۔فوج، بحریات، ہوائی طاقت اور معاملات خارجہ کو ان سے مستثنیٰ رکھا جائے مجلس مرکزیہ کا فیصلہ آخری وقطعی ہو۔اگر تمام محکموں کو محفوظ سے نکال کر منتقلہ بنا دیا جائے تو صرف اس وقت وائسرائے کو ردفیصلہ کا اختیار حاصل ہونا چاہیے۔

صوبوں کی حکومتیں اور مجالس وضع قوانین

صوبوں کی حکومتوں اور مجالس وضع قوانین کے سلسلے میں لیگ مندرجہ ذیل اصلاحات کی داعی ہے:

(الف) وہ خیالات خواہ کتنے ہی عمدہ کیوں نہ ہو جو صوبوں میں دو عملی

کے نفاذ پر منتج ہوئے لیکن عملی اعتبار سے وہ عملی میں ایسی مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہوئیں کہ ہندوستان کے مشہور سیاست دان اور قابل و تجربہ کار ہندی و یورپی مدبر اس کی مذمت کر چکے ہیں لیگ بہ حیثیت مجموعی یہ رائے رکھتی ہے کہ اس تجربے کو ترک کر دیا جائے اور صوبوں میں وحدتی یا یک عملی نظام حکومت رائج کیا جائے

(ب) صوبے اپنے معاملات کے نظم و نسق میں کافی تجربہ حاصل کر چکے ہیں وقت آ گیا ہے کہ صوبجاتی خود اختیاری حکومت کے نفاذ کو آئینی ترقی کا دوسرا قدم سمجھنا چاہیے۔ بہ الفاظ دیگر صوبوں کو ذمہ دار حکومت دی جائے۔ تمام محکمے وزیروں کے ہاتھ میں دیے جائیں جو اپنے اعمال کے لیے صوبجاتی مجالس وضع قوانین کے آگے جواب دہ ہوں گورنر صوبے کی حکومت کا آئینی رئیس ہے، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ وزرا کی مشترکہ ذمہ داری کا اصول نافذ کیا جائے اور اس طرح کابینہ کے ذریعے سے حکومت کو با اختیار کیا جائے

(ج) انکم ٹیکس کو صوبجاتی معاملہ قرار دیا جائے حکومت ہند ہر صوبے سے ایک خاص رقم کی وصولی کا انتظام کر سکتی ہے

(د) صوبوں کی مجالس وضع قوانین کے متعلق حق رائے دہندگی اور حلقہ ہائے انتخاب وغیرہ کے متعلق جو اصلاحات تجویز کی جا چکی ہیں، ان کے ساتھ ساتھ صوبوں کی مجالس کو صوبوں کے میزانیوں پر بھی وہی اختیار حاصل ہو گا جس کا تذکرہ مرکزی مجلس کے سلسلے میں آ چکا ہے

(ہ) لیگ کی رائے میں مندرجہ ذیل استحفاظی دفعہ ضروری ہے:

"کوئی مسودہ قانون یا قرارداد یا اس کا کوئی حصہ جو کسی قوم پر اثر انداز ہوتا ہو

(اس کا فیصلہ اس قوم کے منتخب شدہ ارکان کریں گے) مجلس وضع قوانین یا کسی دوسری انتخابی مجلس میں منظور نہ کیا جائے، جب تک اس قوم کے منتخب شدہ ارکان کا تین چوتھائی حصہ اس مسودہ یا قرارداد یا اس کے کسی حصے کے خلاف ہو۔''

ملازمتیں

مسلمانانِ ہند متفقہ طور پر نظم ونسق ملک کے معاملات میں جس متناسب حصے کے دیے جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں، وہ سرکاری ملازمتوں پر بھی حاوی ہے ہندوستانی مدبرین ملازمتوں پر ہندوستانیوں کو فائز کرنے کے لیے جو دلائل پیش کر رہے ہیں، وہ دلائل اس دعوے پر بھی منطبق ہوتے ہیں مختلف اقوام کو مختلف محکموں میں جو ہندوستانیوں کی فلاح وراحت کے ضامن ہیں منصفانہ حصہ ملنا چاہیے چونکہ ان محکموں کو عوام کے ساتھ گہرا تعلق ہے، اس لیے ملک کے بہت بڑے حصے کی ترقی اور اطمینان انہی کے صحیح اور منصفانہ عمل پر موقوف ہے اگر مختلف محکموں کی ملازمتیں کسی ایک جماعت کے لیے مخصوص ہو جائیں تو علاوہ بے انصافی کے ایک سیاسی خطرہ رونما ہو جائے گا فوج اور پولیس کے سوا تمام شعبہ ہائے نظم ونسق میں اونچی جاتیوں کے ہندوؤں کو بہت نمایاں اکثریت حاصل ہے اس کے لیے کوئی وجہ جواز سمجھ میں نہیں آتی۔ مسلم قوم کا دامن اگرچہ قابل جوہروں سے لبریز ہے اور وہ اس باب میں دوسری اقوام سے کسی طرح بھی فروتر نہیں، لیکن اب تک مسلمانوں سے بے اعتنائی برتی گئی ہر محکمے میں انہیں دبا دیا گیا امید ہے کہ اب مسلمانوں کو ان کا وہ جائز وواجبی حق دلانے کے لیے تدابیر اختیار کی جائیں گی جس سے اب تک

اونچی جاتیوں کے ہندوؤں نے کثرت تعداد اور اعلیٰ قابلیت کے غلط عذر کی بنا پر محروم رکھا اس باب میں لیگ کی اہم رائے یہ ہے کہ ایک عام قاعدہ بنا دیا جائے اور اسے ہر صوبے میں نافذ کیا جائے اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر صوبے میں مسلمانوں کی ملازمتوں کا تناسب کم از کم ان کی آبادی کے تناسب کے برابر رہنا چاہیے اور مرکزی حکومت کی ملازمتوں میں سے انہیں ایک تہائی حصہ ملنا چاہیے مسلمان اقتصادی اعتبار سے مشکلات میں محصور ہیں، اس لیے ان کی عمومی ترقی کے لیے ملازمتوں میں انہیں کافی حصہ ملنا بے حد ضروری ہے خاص طور پر اس لیے کہ بے روزگاری کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو کسی پیشے کے لیے تعلیم نہیں دلا سکتے اور بدامنی پیدا ہو رہی ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ انگریزی حکومت کے ڈیڑھ سو سال کے دور میں آل انڈیا ملازمتوں میں مسلمان افسروں کا تناسب صرف تین فی صد ہے ماتحت ملازمتوں کی حالت اور بھی ردی ہے، مثلاً ریلوے کے محکمے میں جس میں ماتحت ملازمین بہت زیادہ ہیں، صرف تین فی صد مسلمان ایسے ہیں جن کی تنخواہیں ڈھائی سو یا اس کے اوپر ہوں گی۔

یوم ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ سر محمد اقبال نے حسب ذیل علمائے ملت، اکابر۔ سیاسی، سجادہ نشین صاحبان، مشاہیر قوم اور ایڈیٹران اخبارات کے ہمراہ 12 ربیع الاول کو ہندوستان کے طول و عرض میں یوم ولادت رسولؐ منانے کے لیے مسلمانان ہندوستان سے اپیل کی (1) مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی، (2) مولانا معین احمد مدنی، دیوبند (3)

مفتی نثار احمد، آگرہ، (4) مولانا محمد سجاد، بہار (5) مولانا علی الحائری لاہور (6) مولانا غلام مرشد، لاہور (7) مولانا احمد سعید دہلوی (8) سید غلام بھیک نیرنگ، انبالیہ (9) نواب غلام احمد کلامی، بنگلور (10) مولانا احمد علی احمد لاہور (11) سر محمد شفیع لاہور (12) خواجہ عبدالرحمٰن غازی، لاہور (13) مولانا شوکت علی، بمبئی (14) سیٹھ عبداللہ ہارون، کراچی (15) مولانا محمد شفیع داؤدی، بہار (16) مولانا مظہر الحق، پٹنہ (17) سیٹھ یعقوب حسن، مدراس، (18) مولانا حسرت موہانی (19) ڈاکٹر ذاکر حسین دہلوی (20) مولانا محمد علی، دہلی (21) مولانا پیر سید مہر علی شاہ، گولڑہ (22) مولانا سید محمد فضل شاہ، جلال پور (23) دیوان سید محمد، پاکپتن (24) مولانا قطب الدین عبدالوالی، لکھنو (25) مولانا مرزا عبدالرحمٰن، آسام (26) مولانا محمد قمر الدین، سیال شریف (27) مولانا فاخر، الہ آباد (28) مولانا محمد سلیمان، پھلواری (29) سید کشفی شاہ نظامی (30) آغا زمرزا محمد خلیل شیرازی، کونسل ایران، (31) سر ابراہیم ہارون جعفر، پونہ (32) ملک محمد فیروز خان نون، لاہور (33) نواب حسام الملک محمد علی حسن خان، لکھنو (34) خان بہادر حاجی محمد عبدالعزیز بادشاہ، مدراس (35) حاجی عبدالحکیم، مدراس (36) مولانا محمد یعقوب مرادآباد (37) ڈاکٹر شفاعت احمد خاں، الہ آباد (38) سر عبدالقادر، لاہور (39) آغا ظفر علی خان، مدیر ''زمیندار'' (40) مولانا غلام رسول مہر، ایڈیٹر انقلاب (41) مولانا عبدالغفور خان، ''مسلم آؤٹ لک'' (42) مولانا محمد یعقوب مدیر ''لائٹ'' (43) مولانا رحم علی ہاشمی مدیر ''ہمدم'' (44) مولانا سید حبیب، مدیر ''سیاست'' (45) مولانا محمد مظہر الدین (46) مولانا نصر اللہ خاں

عزیز، مدیر ''مدینہ'' (47) میر الہ بخش، مدیر ''الوحید'' (48) مولانا سید جالب، مدیر ''ہمت''

''اتحاد اسلام کی تقویت، حضور سرور کائنات ؐ کے احترام و جلال، حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیان مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لیے 12 ربیع الاول کو ہندوستان کے طول وعرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ؐ کی عظمت قدر کے شایان شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔ اس دن پر ایک آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندان اسلام بلا استثناء اس علم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ ؐ کا نقش قدم تلاش کریں گے، انہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور انہی کی اطاعت میں جان دیں گے''

''انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس متحدہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ یوم ولادت سرور کائنات ؐ کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کر کے لاہور میں اسوہ رسول ؐ روحی فداہ کی اشاعت کرے اور اس شان سے حضور ؐ کے احترام واجلال کا علم بلند کرے کہ 12 ربیع الاول کے دن لاہور کا ایک ایک گوشہ رفعنک لک ذکرک کی تصویر بن جائے۔''

''مسلمانان لاہور میں ہزارہا اختلافات موجود ہوں گے لیکن حضور ؐ سید عالم کے عشق و احترام کے بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے اس واسطے انجمن حمایت اسلام بلا لحاظ اختلاف تمام برادران اسلام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ساتھ مل کر حضور ؐ کے پاک نام اور مبارک کام کو دنیا میں بلند رکھنے کے لیے ایسی

گرم جوشی اور عزم و ہمت کے ساتھ کام کریں کہ 12 ربیع الاول کے دن ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبیؐ کے نام لیوا ''المسلمون کرجل واحد'' کی تصویر بن جائیں''

''میر نیرنگ'' کا یک سالہ دورہ

سید غلام بھیگ نیرنگ ایڈووکیٹ نے 1923 میں جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ میں قائم کی جس کا مقصد وحید اسلام کی تعلیم، حفاظت اور ترویج و اشاعت تھا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنے کاروبار یعنی وکالت کو خیر باد کہہ کر یک سالہ مسلسل دورہ شروع کیا اور حصول چندہ کے لیے اپنے دورے کا آغاز پنجاب سے کیا علامہ اقبال نے حسب ذیل مشائخ عظام، علمائے کرام اور معززین ملت اسلامیہ کے ہمراہ مسلمانوں کی خدمت میں بھرپور تعاون اور چندے کی اپیل کی (1) حضرت مولانا

18 ایضاً 2 اگست 1929، ص 2

19 ایضاً 18 جون 1930، ص 3

پیر حافظ سید جماعت علی شاہ، محدث، علی پور شریف، ضلع سیالکوٹ (2) حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ، گولڑہ شریف، ضلع راولپنڈی (3) حضرت مولانا ابو البرکات پیر سید محمد فضل شاہ، امیر حزب اللہ، سجادہ نشین، جلال پور شریف، ضلع جہلم (4) حضرت صاحبزادہ قمر الدین، سجادہ نشین، اون شریف، ضلع گجرات (5) حضرت صاحبزادہ قمر الدین، سجادہ نشین، سیال شریف، ضلع شاہ پور (6) حضرت سید محمد حسین شاہ قادری، ایم ایل سی، سجادہ نشین، شیر گڑھ، ضلع منٹگمری (7) حضرت

مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الحدیث، دار العلوم، دیوبند (8) حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ، مدیر اخبار ''الحدیث'' امرتسر (9) حضرت مولانا احمد علی، ناظم انجمن خدام الدین، لاہور (10) خان بہادر حاجی محمد حیات قریشی، سی آئی ای، ایم ایل سی، رئیس اعظم، سابووال ضلع شاہ پور، (11) رانا فیروز الدین، بی اے، ایل ایل بی، ایم ایل سی، وکیل، لائل پور (12) میاں عبدالحی، بی اے، ایل ایل بی، ایم ایل اے، ایڈووکیٹ، لدھیانہ (13) مولانا غلام رسول مہر، بی اے، مدیر روزنامہ ''انقلاب'' لاہور (14) مولانا عبدالمجید سالک، بی اے، مدیر روزنامہ ''انقلاب'' لاہور (15) مولانا سید حبیب شاہ، مدیر روزنامہ ''سیاست'' لاہور

''برادران ملت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!''

قوم مسلم کے زندہ ہونے اور زندہ رہنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ اسلام ہے، اسلام کی تعلیم، اسلام کی حفاظت، اسلام کی اشاعت ہر مسلمان کا مقدس فرض ہے جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام (رجسٹری شدہ زیر ایکٹ نمبر 21، 1860، صدر دفتر انبالہ شہر) سات سال سے اس مقدس فرض کو انجام دینے کی مسلسل کوشش کر رہی ہے کام برابر ہوتا رہا ہے، مگر روپے کی کمی کے سبب سے کافی نہیں ہو سکا اور جب تک ایک معقول مستقل سرمایہ موجود نہ ہو، اس مقدار اور اس نوعیت کا کام نہیں ہو سکتا جیسا ہونا چاہیے چنانچہ اب مستقل سرمایہ تبلیغ کی فراہمی کے لیے جدو جہد کا آغاز ہو گیا ہے اس کام کے لیے سید غلام بھیک نیرنگ (بی اے، ایڈووکیٹ، ہائی کورٹ، سابق گورنمنٹ پلیڈر) جنرل سیکرٹری، جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام، نے تین سال کے لیے اپنا کاروبار وکالت بند کر دیا ہے اور اس وقت ایک یک سالہ مسلسل

دورہ شروع کیا ہے انہوں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ ایک سال تک گھر واپس نہیں جائیں گے، برابر دورہ کرتے رہیں گے یہ دورہ تمام ہندوستان کا ہے مگر صوبہ پنجاب سے ابتدا کی گئی ہے تمام ہندوستنا سے پچیس لاکھ روپیہ جمع کرنا ہے مگر سب سے زیادہ توقع پنجاب سے ہے اگر پنجاب کا ہر ایک ضلع اور ہر ایک بستی پورے جوش کے ساتھ اپنا حصہ ادا کرے تو صوبہ پنجاب ہی سے کم از کم دس لاکھ روپیہ جمع ہوسکتا ہے زندہ دلان پنجاب کی عالی ہمتی تمام دنیا میں مشہورہ یہ اس زندہ دلی اور عالی ہمتی کا امتحان ہے۔

''میر نیرنگ آپ کے پاس بھی آنے والے ہیں آپ تیار رہیں کہ خود بھی معقول چندہ دیں اور پوری جدو جہد کے ساتھ دوسروں سے بھی دلائیں والسلام''

سپاس تعزیت

حضرت علامہ اقبال کے والد محترم شیخ نور محمد 18 اگست 1930 کو سیالکوٹ میں دن کے دو بجے اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کوکوچ کر گئے اس سانحہ عظیم رپ علامہ اقبال کے دوست واحباب اور عقیدت مندوں نے بطور اظہار ہمدردی خطوط اور برق پیغامات ارسال کیے چونکہ فرداً فرداً جواب ممکن نہ تھا، علامہ اقبال نے مدیر ''انقلاب'' کے نام مندجہ ذیل گرامی نامہ بطور ''سپاس تعزیت'' تحریر فرمایا

''جناب مدیر انقلاب:''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کے بیش قیمت کالموں کی وساطت سے میں ان بے شمار احباب کا شکریہ

ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے والد مرحوم کی وفات پر مجھ سے اور میرے اعزا سے اظہار ہمدردی فرمایا خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے! چونکہ فرداً فرداً خطوط اور برق پیغامات کا جواب لکھنے سے قاصر

---

20 ایضاً 20 اگست 1930ء ص 5

ہوں، اس واسطے آپ سے درخواست ہے کہ میرا دلی شکریہ میرے احباب تک پہنچا کر مجھے ممنون فرمایئے

مخلص

محمد اقبال

لاہور

یکم ستمبر 930ء

جلسہ ہائے سیرت النبیؐ

تحریک یوم النبیؐ کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے حسب ذیل انتالیس مسلم زعما اور اکابر ملت کے ہمراہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں یہ اپیل کی (1) مولانا محمد علی جوہر مرحوم (2) مفتی نثار احمد (آگرہ) (3) میاں سر محمد شفیع (4) مولانا مفتی کفایت اللہ (5) مولانا شوکت علی (6) ملک فیروز خاں نون (7) مولانا حسین احمد مدنی (8) شیخ سر عبدالقادر (9) مولانا محمد سجاد (بہار) (10) نواب غلام احمد کلامی (بنگلور) (11) مولانا ظفر علی خاں، (12) مولانا احمد علی، لاہور (13) سیٹھ عبداللہ ہارون (14) خواجہ عبدالرحمٰن غازی (15) مولانا غلام

مرشد، لاہور(16) حاجی عبدالحکیم، مدراس (17) مولانا یعقوب حسن، مدراس (18) پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف (19) مولانا سید غلام بھیک نیرنگ، (20) سید محمد فضل شاہ، جلال پور شریف (21) مولانا مظہر الدین، شیر کوٹی (22) پیر خلیفہ عبدالرحیم، سرہند (23) مولانا غلام رسول مہر (24) مولانا سید علی حائری، لاہور (25) مولانا سید حبیب شاہ، لاہور (26) مولانا حسرت موہانی (27) مولانا محمد عبداللطیف فاروقی، مدراس (28) ڈاکٹر ذاکر حسین، دہلی (29) دیوان سید محمد، پاکپتن شریف (30) مولانا نصر اللہ خاں عزیز (31) مولانا کشفی نظامی (32) مولانا احمد سعید دہلوی (33) آغا مرزا محمد خلیل شیرازی، کونسل ایران (34) ڈاکٹر شفاعت احمد خاں (35) نواب محمد علی حسن خاں (36) مولانا

21 ایضاً، 3 ستمبر 1930 ص 2

22 ایضاً، 26 جون 1931 ص 2

محمد یعقوب، (37) سیٹھ عبدالحمید حسن، مدراس (38) خان بہادر محمد عبدالعزیز بادشاہ، مدراس (39) سر ابراہیم ہارون جعفر

"حضرت محمد ﷺ کی تعلیم و ہدایت کا آفتاب ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے پر بھی نصف النہار پر ہے اور انشاء اللہ تا قیامت زوال پذیر نہ ہوگا ہمارے سلف صالحین نے تبلیغ اسلام میں اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا تھا اور ہر زمانہ کے ذرائع تبلیغ کو حد شریعت کے اندر رہ کر استعمال کیا تھا آؤ ہم سب مل کر موجودہ زمانہ کے موثر اور مفید ذریعہ تبلیغ کو اختیار کریں اور اس فرض تبلیغ کو ادا کریں جو ہمارے ہادیؐ اور تمام عالم کے محسن کاملؐ نے "بلغو عنی" فرما کر ہم پر فرض کر دیا ہے۔"

"ہماری استدعا ہے کہ تمام ہندوستان کے طول وعرض میں سیرت النبیؐ کی اشاعت کے لیے ایک ہی دن تبلیغی جلسے کیے جائیں ایسے جلسے جو حضورؐ کی رفعت قدر کے شایان شان ہوں اور جنھیں دنیا محسوس کرے چونکہ ان جلسوں کو 12 ربیع الاول سے طبعی مناسبت ہے، کہ یہ تاریخ تمام مبلغین وحی کے سردارؐ اور دنیا کے مبلغ اکبرؐ کے پیدا ہونے اور فرائض تبلیغ ادا کر کے رحلت فرمانے کی تاریخ ہے اس واسطے یہ تبلیغی جلسے 12 ربیع الاول کو کیے جائیں اور تمام شہروں میں انتظام کے لیے معزز لوگوں کی سیرت کمیٹیاں بنادی جائیں اس دن تمام فرزندان اسلام علم اسلام کے نیچے جمع ہو کر یہ اقرار کریں کہ ہم ہر قدم پر اسوہ رسولؐ کی پیروی کریں گے اور ہماری نماز، قربانی، زندگی اور موت اللہ کے لیے وقف ہوگی"

سیرت کمیٹی کے مبلغین

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے چودہ اکابر ملت کے ہمراہ یہ اعلان جاری کیا (1) ہز ہائی نس نواب محمد جہانگیر خاں (مانگرول) (2) کپتان سر سکندر حیات خاں، لاہور (3) مولانا سید سلیمان ندوی، لکھنو (4) نواب سر عبدالقیوم، وزیر سرحد (5) ساہوکار جمال محمد، مدراس (6) ملک سر فیروز خاں نون، وزیر تعلیم پنجاب، لاہور (7) سیٹھ یعقوب حسن، مدراس (8) نواب محمد اسمٰعیل خاں، علی گڑھ (9) مولانا احمد علی، خدام الدین لاہور، (10) نواب احمد یار خاں دولتانہ، ملتان (11) مولانا شاہ محمد سلیمان، پھلواری شریف (12) مولانا عبدالمجید سالک، لاہور (13) مولانا نصر اللہ خاں عزیز، بجنور (14) نواب غلام احمد کلامی، بنگلور

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی اشاعت و اطاعت دونوں جہاں کی سعادت اور سرخروئی کا سرچشمہ ہے اگر مسلمان حضورؐ کے عظیم الشان اخلاق واعمال کو اپنے سامنے رکھ کر ان کے مطابق زندگی بسر کرتے تو اقوام عالم میں وہ سب سے اونچی جگہ کے مستحق ہوتے اور اب بھی ان کے لیے منظم و متحد ہونے، بھائی بھائی بننے، دولت ایمان حاصل کرنے اور اسلام کی عظمت اور سچائی تک پہنچنے کا سب سے سچا اور سیدھا راستہ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی عملی اور اخلاقی زندگی میں رسول اللہؐ کے نیک نمونہ کی پیروی کریں۔“

”یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ سیرت کمیٹی پٹی کی نیک کوششوں سے مسلمانان عالم سیرت پاکؐ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں، اور تمام دنیائے اسلام کے اکابر، علما اور سلاطین تک نے اس تحریک کا خیر مقدم کیا ہے مزید برآں سیرت کمیٹی کے نصف درجن سے زیادہ مبلغ اور داعی ہندوستان اور غیر ممالک میں مصروف عمل ہیں اور سب سے زیادہ قابل قدر اور لائق تعریف بات یہ ہے کہ سیرت کمیٹی اس مبارک تحریک کو شروع ہی سے تجارتی بنیادوں پر چلا رہی ہے اور گزشتہ چار سال کے عرصے میں اسے پبلک چندہ سے بالکل پاک رکھا گیا ہے اور تحریک اور اس کے مبلغوں کے جملہ اخراجات اخبار ”ایمان“ اور کتب سیرت کے منافع سے پورے کیے جاتے ہیں۔“

”سیکرٹری کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ سیرت کمیٹی اپنے مبلغوں کی جماعت کو سرحد، سندھ، گجرات، سی پی اور بمبئی کے علاقوں میں بھیج رہی ہے تا کہ وہ مسلمانوں کو حضرت رحمۃ اللعالمینؐ کے نقش قدم کی پیروی کی دعوت دیں ہم ان

صوبوں کے معززین، امرا، علما اور اسلامی مجلس کے اراکین سے بزور استدعا کرتے ہیں کہ وہ سیرت رسول اللہؐ کے مبلغوں اور سفیروں کی ان کے نیک اور عظیم الشان کام میں تہ دل سے امداد فرمائیں عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ بابرکت، مقبول و مفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو یہ اور صرف یہ ہے کہ فرزندان اسلام متحد اور متفق ہو کر پوری مستعدی اور اخلاق سے حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پاک کی منادی کریں اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوہ رسولؐ کی اشاعت کرنا دین و دنیا، مغفرت و نجات، مذہب و سیاست اور رضائے حق اور قبول الٰہی کے جملہ سرشتوں کی جان ہے۔''

2 ایضاً، 30 مارچ 1933 (جلد 7، نمبر 263)، ص 2

مسلمانوں کا امتحان

علامہ اقبالؒ

اگر مذہبی پہلو سے اسلامی زندگی کو دیکھا جائے تو وہ قربانیوں کا ایک عظیم الشان سلسلہ معلوم ہوتی ہے مثلاً نماز ہی کو لو یہ بھی قربانی ہے خدا نے صبح کی نماز کا وہ وقت مقرر کیا کہ جب انسان نہایت مزے کی نیند میں ہوتا ہے اور جب بستر سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا خدا کے نیک بندے اپنے مولیٰ و آقا کی رضا کے لیے خواب راحت کو قربان کر دیتے ہیں اور نماز کے لیے تیار ہو جاتے ہیں پھر نماز ظہر کا وہ وقت مقرر کیا جب انسان اپنی کاروباری زندگی کے انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہوتا ہے، یعنی اپنے کام میں نہایت مصروف ہوتا ہے عصر کا وقت وہ مقرر کیا جب دماغ آرام کا خواست گار ہوتا ہے اور تمام اعضا محنت مزدوری کی تھکاوٹ کی وجہ سے آسائش کے خواہش مند ہوتے ہیں پھر شام کی نماز مقرر کر دی جب کہ انسان کاروبار سے فارغ ہو کر بال بچوں میں آ کر بیٹھتا ہے اور ان سے اپنا دل خوش کرنا چاہتا ہے عشا کی نماز کا وقت وہ مقرر کیا جب کہ بے اختیار سونے کو جی چاہتا ہے غرض اللہ تعالیٰ نے دن میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو آزمایا ہے کہ وہ میری راہ میں اپنا وقت اور اپنا آرام قربان کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ------

اقتباس از ہفتہ وار اخبار ''کشمیری'' (14 جنوری 1913) منقول از بشیر احمد ڈار، مرتب ''انوار اقبال'' (لاہور: اقبال اکادمی، 1988 طبع دوم) ص 278-279)

☆☆☆☆☆☆